سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب

ربوہ ۹ مارچ بوقت ۸½ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی ۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ؛

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس جماعت میں داخل ہو کر اول تغیر زندگی میں یہ کرنا چاہیئے کہ خدا پر سچا ایمان ہو

اس کے احکام کو نظرِ خفت سے ہرگز نہ دیکھو، ایک ایک حکم کی تعظیم کرو اور عملاً اس کا ثبوت دو

"انسان پر جو انقلابات آتے ہیں وہ اس ہستی کی ضرورت کو خود ثابت کرتے ہیں۔ اس جماعت میں داخل ہو کر اول تغیر زندگی میں یہ کرنا چاہیئے کہ خدا پر ایمان سچا ہو کہ وہ ہر مصیبت میں کام آتا ہے۔ پھر اس کے احکام کو نظرِ خفت سے ہرگز نہ دیکھا جاوے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جاوے اور عملاً اس تعظیم کا ثبوت دیا جاوے۔ مثلاً نماز کا حکم ہے کہ جب ایک شخص اسے بجا لاتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے تو بعض لوگ اس سے تمسخر کرتے ہیں اور آج کل بہت لوگ نام کے مسلمان ہیں جو کہ ارکان نماز کی بجا آوری کو ایک بیہودہ حرکت کہتے ہیں۔ لیکن ایک مومن کو ہرگز لازم نہیں کہ ان باتوں اور ہنسی اور استہزاء سے وہ اس کی ادائیگی کو ترک کرے لوگوں کے ایسے خیالات اور خدا کے احکام کو نظرِ استخفاف سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ عذاب کو چاہتا ہے۔ ان لوگوں کی زندگی مُردوں کی سی ہے۔ انبیاء کے سلسلہ پر کہ جس کے ذریعہ سے ایمان حاصل ہوتا ہے ان کو ایمان نہیں ہے مگر ہم سچی اور حقیقی رویت سے گواہی دیتے ہیں کہ خدا برحق ہے اور سلسلہ انبیاء کا برحق ہے مرنے پر ان لوگوں کو پتہ لگے گا کہ جنت اور دوزخ سب کچھ جس سے آج یہ منکر ہیں برحق ہے۔

جب سے آزادی کے خیالات اور تعلیم نے دلوں اور دماغوں میں جگہ لی ہے اس وقت سے بہت بگاڑ پھیلا ہے خیالات ایسے پراگندہ ہوئے ہیں کہ شریعت کو خود ترمیم کر لیا ہے۔ دنیا کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے۔ شریعت نے ایک حد تک رعایت اسباب کی اجازت دی ہے مثلاً اگر ایک قطعہ زمین کا ہو اور اسے کاشت نہ کیا جاوے تو اس کی نسبت سوال ہو گا کہ کیوں کاشت نہ کیا؟ مگر بہمہ وجوہ اسباب پر سرنگوں ہونا اور اسی پر بھروسہ کرنا اور خدا پر توکل چھوڑ دینا یہ شرک ہے اور گویا خدا کی ہستی سے انکار۔ رعایت اسباب اس حد تک کرنی چاہیئے کہ شرک لازم نہ آوے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم رعایت اسباب سے منع نہیں کرتے مگر اس پر بھروسہ کرنے سے منع کرتے ہیں ”دل بایار اور دست با کار“ والی بات ہونی چاہیئے لیکن حال میں دیکھا جاتا ہے کہ زبانوں پر تو سب کچھ ہے توکل بھی ہے توحید بھی ہے مگر دل میں مقصود بالذات صرف دنیا کو بنا رکھا ہے۔ رات دن اسی خیال میں ہیں کہ مال بہت سا مل جاوے۔ عزت دنیا میں حاصل ہو۔ یہ لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم زہر کھا رہے ہیں جس نے ہلاک کر دینا ہے"۔

(البدر ۸ دسمبر ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

— • تعلیم الاسلام کالج کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد و انعامات ۱۴ مارچ کو ۹½ بجے صبح کالج ہال میں منعقد ہو رہا ہے۔ ۱۹۶۴ء میں بی۔اے / بی ایس سی کی ڈگری حاصل کرنے والے کالج کے طلباء ایک روز قبل یہاں پہونچ کر مورخہ ۱۳ مارچ کو ۵ بجے شام ریہرسل میں شامل ہوں۔ گاؤن اور ہُڈ یونیورسٹی ٹیلرز کے نمائندے سے مل سکیں گے جو یہاں پر موجود ہو گا؛ (پرنسپل)

— • محترم خواجہ عبید اللہ صاحب ریٹائرڈ ایس۔ ڈی او کئی دنوں سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

— • مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ پروگرام میں ضلعی و علاقائی سطح پر تربیتی اجتماعات کا انعقاد بھی شامل ہے گزشتہ سال خدا تعالیٰ کے فضل سے ناظمین اضلاع و ناظمین اعلیٰ اصحاب کے تعاون سے مشرقی پاکستان و مغربی پاکستان میں متعدد مقامات میں تربیتی اجتماعات منعقد ہوتے تھے۔ اور اراکین انصار اللہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک خاص بیداری پیدا ہو گئی تھی۔ امسال ہمیں اور زیادہ توجہ اور کوشش سے زیادہ سے زیادہ مقامات پر اجتماع منعقد کرنے چاہئیں۔ تاکہ جہاں احمدی دوستوں کے لئے تربیت نفس کا موقعہ پیدا ہو وہاں تبلیغ ہدایت کے لئے بھی راستہ صاف ہو جائے چنانچہ اس اعلان کے ذریعہ جملہ ناظمین اضلاع / ناظمین اعلیٰ اصحاب کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی مجلس عاملہ کے مشورہ سے اجتماع کے لئے تاریخیں تجویز کر کے صدر محترم سے منظوری حاصل کر لیں۔ اور اجتماعات کا اہتمام فرمائیں جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

خطبہ جمعہ

تم قرآن کریم کو اس یقین کیساتھ پڑھو کہ اس میں ہر اعتراض کا جواب موجود ہے

تاکہ

اس کے مطالب تم پر آپ ہی آپ کھلتے چلے جائیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہنمائی حاصل ہو جائے

جب انسان کو اللہ تعالیٰ کی راہنمائی حاصل ہو تو وہ ساری بدیوں اور گمراہیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء ـــــ بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ہمارے ملک کے لوگوں میں عام طور پر

یہ عیب پایا جاتا ہے

کہ وہ گزشتہ لوگوں کی اچھی باتوں کو بھی صرف اس لئے کہ ان پر ایک زمانہ گزر چکا ہے نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ شاید ہمارے ملک کے لئے ہی کہا گیا ہے ورنہ یورپ والوں کو دیکھا جائے تو وہ اپنے سکولوں میں اٹھارویں صدی کے آخر تک سپین کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھاتے رہے ہیں اور اب تک وہ ان

علوم کی تلاش میں

لگے ہوئے ہیں جو پرانے زمانوں میں مسلمانوں نے یا دوسری اقوام نے نکالے تھے۔ مثلاً فراعنہ کی قوم میں جو ممیوں کے لئے ایجادیں کی گئی تھیں۔ یورپ والوں نے ان کی جستجو چھوڑی نہیں بلکہ ابھی تک وہ ان کی تحقیق میں لگے ہوئے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جو طریق ہم نے بڑی محنت اور دماغ سوزی کے بعد نکالا ہے وہ ناقص ہے۔ ہم بعض دوائیں نسوں میں بھر کر لاشوں کو محفوظ تو رکھ سکتے ہیں مگر ان دواؤں کا اثر صرف آٹھ دس دن تک رہتا ہے اس کے بعد لاش محفوظ نہیں رہ سکتی لیکن فراعنہ کے وقت میں جن لاشوں کو دوائیں لگا کر محفوظ کیا گیا تھا وہ ہزاروں سال تک بھی خراب نہیں ہوئیں۔ میں نے خود

منفتاح کی لاش

کو (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا فرعون تھا) آج تک محفوظ دیکھا ہے۔ ہمارا تو یہی یقین ہے کہ منفتاح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا ہی فرعون تھا کیونکہ اس سے قرآن کریم کی ایک پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ لیکن عیسائیوں کی یہ عادت ہے کہ وہ اسلام کی ہر بات کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ منفتاح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے

فرعون کا بیٹا

تھا تاکہ قرآن کریم کی پیشگوئی جھوٹی ثابت ہو لیکن ان کی قرآن کریم سے دشمنی ہمیشہ سے چلی آئی ہے اس لئے ان کا یہ رویہ کوئی قابل تعجب نہیں بہرحال فراعنہ کے وقت میں لاشوں میں جو دوائیاں بھری جاتی تھیں ان کی وجہ سے وہ لاشیں کئی کئی ہزار سال سے محفوظ چلی آتی ہیں اور آجکل کے لوگوں کی ایجاد کردہ دوائیں ابھی تک ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں یہی حال دوسرے علوم کا ہے۔ میں یورپ سے علاج کرا کے واپس آیا تو اگرچہ اس وقت ستمبر کا مہینہ تھا مگر میرے جسم میں یہ علامت ظاہر ہوئی کہ رات کو کپڑا اوڑھنے کے باوجود مجھے شدید سردی لگتی جس سے میرا جسم تھر تھر کانپنے لگ جاتا ڈاکٹروں نے اس کا بہت علاج کیا مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر

یہ تجویز ہوئی

کہ کسی طبیب کو بلایا جائے۔ چنانچہ ایک طبیب کو جو حکیم انصاری صاحب نابینا کے بیٹے ہیں دہلی سے بلانے کی کوشش کی گئی لیکن انہوں نے اتنی فیس مانگی جو ہمیں معقول نظر نہ آئی۔ اس لئے ہم نے انہیں بلانے کا ارادہ ترک کر دیا لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد یکدم ان کا تار آیا کہ میں لاہور آ گیا ہوں مجھے بلا لیا جائے۔ چنانچہ ہم نے انہیں بلا لیا۔ جب وہ یہاں آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے آ گئے۔ انہوں نے کہا میرے چھوٹے بھائی لاہور میں رہتے ہیں ان کی بیوی اور میری بیوی دونوں بہنیں ہیں۔ ان کی تار پہنچی کہ ان کی بیوی کوٹھے پر سے گر گئی ہے اور اسے فالج ہو گیا ہے۔ اس خبر کے پہنچتے ہی میری بیوی رونے لگ گئی۔ میں نے اسے تسلی دی لیکن اسے اطمینان نہ ہوا۔ آخر میں نے اسے کہا کہ میں خود لاہور جاتا ہوں اور مریضہ کا علاج کرتا ہوں۔ چنانچہ

مَیں لاہور آ گیا

مَیں نے سمجھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے لاہور محض آپ کی خاطر لایا ہے اس لئے مَیں نے لاہور پہنچتے ہی آپ کو تار کے ذریعہ اطلاع دے دی۔ بہرحال وہ طبیب یہاں آئے اور دو دن تک یہاں رہے۔ انہوں نے جو دوائی مجھے دی اس کی ایک ہی خوراک کھانے سے وہ مرض دور ہو گیا۔ اور میرا جسم گرم ہو گیا۔ اب دیکھ لو طب کو ہمارے ملک والے بالخصوص تعلیم یافتہ طبقہ بہت حقیر سمجھتا ہے لیکن یورپ میں بھی بڑے بڑے ڈاکٹر موجود تھے جن کا علاج کروایا گیا اور لاہور میں بھی بڑے بڑے ڈاکٹر موجود ہیں جن سے مشورہ لیا گیا پھر بھی ان کی بتائی ہوئی کسی دوائی سے فائدہ نہ ہوا لیکن اس طبیب کی بتائی ہوئی دوائی کی ایک ہی خوراک سے

وہ مرض دور ہو گئی

بلکہ اس نے ایسا اثر کیا کہ بجائے سردی لگنے کے مجھے پسینہ آنے لگ گیا۔ اب دیکھ لو یہ پرانی طب تھی جس نے مجھ پر اثر کیا۔ گالیاں دینے کو کوئی سو دفعہ پرانی طب کو گالیاں دے لے لیکن مجھے اس کا ذاتی تجربہ ہے کہ جہاں ڈاکٹروں کا علاج ناکام ہوا وہاں ایک طبیب کے بتائے ہوئے علاج سے فائدہ ہو گیا۔ اب اس تجربہ کو کیسے چھپایا جائے۔ جرمن ڈاکٹر جس سے مَیں نے علاج کرایا تھا اور جس پر مجھے بھی اعتماد ہے اسے لکھا گیا تو اس نے کہا کہ جو دوائی مَیں نے آپ کو بتائی تھی اس کی ایک گولی زیادہ کھا لیا کریں۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تو چھ چھ سات سات گولیاں کھا جاتا ہوں حالانکہ یورپ والے کہتے ہیں کہ دو تین گولیوں سے زیادہ نہیں کھانی چاہئیں مگر اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کہنے لگا بس یہی علاج ہے کہ ایک گولی اور کھا لیا کریں۔

جس طرح جسمانی باتوں میں یہ چیز پائی جاتی ہے اسی طرح دینی باتوں میں بھی یہ چیز پائی جاتی ہے اور پرانے علماء کی کتابوں میں ایسے معلومات کا ایک اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔ مثلاً آج ہی میں تفسیر کے نوٹ لکھوا رہا تھا کہ وہاں یہ ذکر آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سونٹا پھینکا تو وہ ایک چھوٹے سانپ کی طرح دوڑنے لگ گیا مگر دوسری جگہ ذکر آتا ہے کہ وہ ایک عام سانپ کی طرح چلنے لگا اور تیسری جگہ یہ لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سونٹا پھینکا تو وہ ایک اژدھا بن گیا۔ ان تینوں مقامات پر سانپ کے لئے مختلف الفاظ کیوں استعمال کئے گئے ہیں کیوں اسے ایک جگہ حیّۃ دوسری جگہ جانّ اور تیسری جگہ ثعبان کہا گیا ہے۔ مَیں اس کا جواب لکھوا رہا تھا

کہ مجھے یاد آیا بچپن میں میں نے ایک مصری عالم کی کتاب پڑھی تھی اس میں اس اعتراض کا جو جواب دیا گیا تھا وہ بالکل درست تھا اور وہ جواب یہ تھا کہ جان چھوٹے سانپ کو کہتے ہیں حیۃ چھوٹے اور بڑے دونوں قسم کے سانپوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور ثعبان بڑے سانپ کے لئے بولا جاتا ہے ان تینوں الفاظ کے استعمال سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں تضاد پایا جاتا ہے لیکن غور سے دیکھا جائے تو کوئی تضاد نہیں جہاں قرآن کریم نے جان کا لفظ استعمال کیا ہے وہاں اس سانپ کی تیزی کا ذکر ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ جب

حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے سونٹا پھینکا تو وہ چھوٹے سانپ کی طرح تیزی سے دوڑنے لگ پڑا وہاں اس کی شکل کا ذکر نہیں کہ وہ چھوٹا تھا یا بڑا۔ بلکہ یہ بتانا مدنظر ہے کہ چھوٹے سانپ کی طرح اس میں تیزی پائی جاتی تھی لیکن جہاں ثعبان کا لفظ آیا ہے وہ آیات پڑھی جائیں تو معلوم ہوگا کہ وہ واقعہ فرعون کے سامنے ہوا ہے اور فرعون کو چونکہ ڈرانا مقصود تھا اس لئے اسے ثعبان کی شکل میں سونٹا دکھائی دیا۔ اور حیۃ کا لفظ چھوٹے اور بڑے دونوں قسم کے سانپوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ پس قرآنی آیات میں کوئی تضاد نہ رہا۔ اب دیکھ لو

اس اعتراض کا جواب

میں نے خود ایجاد نہیں کیا اور نہ ہی میں نے کسی احمدی عالم یا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ سے سیکھا ہے بلکہ میں نے یہ جواب ایک مصری عالم کی کتاب میں پڑھا جو بچپن میں میری نظر سے گزری تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے معاً بعد ۱۹۰۹ء یا ۱۹۱۰ء کی بات ہے جبکہ میری عمر کوئی اکیس برس کی تھی کہ اس وقت میں نے ایک کتاب قصص القرآن منگوائی اس کتاب میں مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ واقعات کے بیان میں احادیث میں بیشک بعض باتیں زائد دکھائی دیتی ہیں مگر قرآن کریم پر غور کیا جائے تو اس کی آیات میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا۔ اس کتاب میں جہاں تک مجھے یاد ہے تیس یا چالیس واقعات کا ذکر ہے اور اس میں مصنف نے اپنی سمجھ کے مطابق تمام ایسے اختلافات کو دور کر دیا ہے جو بظاہر قرآن میں دکھائی دیتے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف نے جان ثعبان اور حیہ کے الفاظ کے فرق کو بیان کر کے اس تضاد کو دور کیا ہے جو قرآنی آیات میں دکھائی دیتا ہے۔ اور اس نے جو جواب دیا ہے وہ نہایت معقول ہے۔ آج جبکہ میں تفسیری نوٹ لکھوا رہا تھا مجھے وہ جواب یاد آ گیا اور میں نے سمجھا کہ تحدیث بالنعمت کے طور پر اس بات کا اقرار کروں کہ میں نے

یہ نکتہ ایک مصری مصنف سے سیکھا ہے

اسی طرح چھوٹی چھوٹی نحوی تراکیب کی وجہ سے معانی میں جو فرق پڑتا ہے اس کو میں نے ہسپانیہ کے ایک بڑے عالم ابو حیان کی تفسیر بحر محیط سے اخذ کیا ہے۔ علامہ ابو حیان کو نحو کے استعمال میں بہت مہارت حاصل تھی اور وہ چھوٹے چھوٹے نکتوں سے بڑے بڑے معانی پیدا کر لیتے تھے۔ اور وہ اعتراضات جن کے جوابات علماء کو ساری عمر قرآن کریم پر غور کرنے کے بعد بھی سمجھ میں نہیں آتے تھے انہیں آسانی سے حل کر لیتے تھے۔ اسی طرح

تفسیر بالاحادیث

کی بہت سی کتابیں موجود ہیں۔ مثلاً علامہ سیوطی کی کتاب درِ منثور ہی ہے لیکن ابن کثیر نے اس بارہ میں نہایت قیمتی مواد جمع کیا ہے۔ وہ احادیث کو نقل کرتے ہیں تو زیادہ تر بخاری اور مسند احمد بن حنبل رحؒ کی روایات لاتے ہیں اور ان کا ایسا موازنہ کرتے ہیں کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ ہو جاتا ہے۔ بہرحال پرانی تفاسیر پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے گزشتہ بزرگوں نے اپنے اپنے زمانہ میں بڑی محنت کی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان سے بعض غلطیاں بھی ہوئی ہیں لیکن بہرحال ان کی محنت قابلِ داد ہے۔ چونکہ قرآن کریم پر زیادہ تر اعتراضات اس زمانہ میں ہوئے ہیں اس لئے اس زمانہ میں درحقیقت قرآنِ کریم ہمیں دشمنانِ اسلام نے ہی سکھایا ہے۔ بچپن میں جب مجھے قرآنِ کریم اور

احادیث کے مطالعہ کا شوق

پیدا ہوا اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الماریوں میں مخالفینِ اسلام کی کئی کتابیں رکھی ہوتی تھیں۔ مثلاً پادری عبد اللہ آتھم کی کتابیں تھیں۔ پادری وارث دین کی کتابیں تھیں۔ اسی طرح اور کئی کتابیں تھیں ان میں اسلام پر اعتراضات ہوتے تھے میں نے پہلے ان اعتراضات کو پڑھا اور بعد میں ان اعتراضات کو دور کرنے کی نیت سے میں نے قرآنِ کریم کا مطالعہ کیا۔ اگر میں مخالفینِ اسلام کی کتابیں نہ پڑھتا تو میرا ان اعتراضات کی طرف ذہن نہیں جا سکتا تھا جو انہوں نے کئے ہیں۔ پس قرآن کریم کے پڑھنے میں جہاں ہمارے پرانے ائمہ نے ہماری مدد کی ہے وہاں ایک حد تک پادریوں نے بھی ہماری مدد کی ہے۔ یہ بات تو اس زمانہ کی ہے جب میں صرف اردو جانتا تھا۔ جب انگریزی زبان سیکھ لی تو

مستشرقین کی کتب

سے بڑی مدد ملی۔ مثلاً ویری کی کتابیں ہیں۔ نولڈکے میور، سیل اور پامر وغیرہ کی کتابیں ہیں۔ ان کتابوں کے پڑھنے کے بعد جب میں نے قرآن کریم پر غور کیا تو میرا ذہن ان سب اعتراضات کے جوابات کے لئے تیار ہو گیا جو ان دشمنانِ اسلام نے کئے تھے۔ اگر پہلے سے ان کے اعتراضات ذہن میں نہ ہوتے تو ممکن تھا کہ میں بھی ان آیات پر سے یونہی گزر جاتا اور سمجھتا کہ ان پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا لیکن ان لوگوں نے پہلے سے کئی اعتراضات ذہن میں ڈال دیئے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں نے قرآنِ کریم پڑھا میں نے اپنے اوپر فرض کر لیا کہ ان اعتراضات کو دور کرنا ہے۔ اور جب میں نے اس نقطۂ نگاہ سے قرآن کریم کا مطالعہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان تمام اعتراضات کا جواب سمجھا دیا۔

مَیں نے دیکھا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علوم میں اسی طرح ترقی بخشی ہے کہ میں نے کبھی کسی معترض کے اعتراض کو غیر اہم نہیں سمجھا بلکہ جو بھی اعتراض کسی معترض نے کیا میں نے اسے اہم سمجھا اور اس کا جواب دینے کی کوشش کی۔ بعض لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اگر کوئی اعتراض کرے تو ہنس پڑتے ہیں اور کہتے ہیں یہ بھی کوئی اعتراض ہے۔ ایسے لوگوں کو جواب نہیں سوجھتا۔ لیکن جو لوگ عقل سے موازنہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص کو دھوکہ لگا ہے تو دوسرے کو بھی دھوکہ لگ سکتا ہے اور پھر تیسرے کو بھی دھوکہ لگ سکتا ہے بلکہ اگر ایک شخص کو صحیح اور جائز طور پر دھوکہ لگ گیا ہے تو ۲۰ ہزار کو بھی صحیح اور جائز طور پر دھوکہ لگ سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں ان اعتراضات کو حل کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کے رستے کھول دیتا ہے اور ان پر تمام اعتراضات کی حقیقت واضح کر دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص محض بے ایمانی سے اعتراض کرتا ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس شخص نے بے ایمانی سے اعتراض کیا ہے لیکن اگر ہمیں معلوم ہو کہ دھوکہ لگنے کی کوئی وجہ موجود تھی اور معترض کے پاس کوئی نہ کوئی دلیل تھی تو ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے اور اگر ہم ایمانداری سے غور کریں تو یقیناً ہماری توجہ اس طرف پھر جائے گی کہ اگر ایک شخص کو کسی دلیل کی وجہ سے ٹھوکر لگی ہے تو اور اشخاص کے لئے بھی وہی دلیل ٹھوکر کا موجب ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس اعتراض کو دور کریں تاکہ ان لوگوں کو ایمان نصیب ہو بہرحال مجھے اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے بہت سے علوم عطا فرمائے ہیں۔ اسی طرح میری تفسیر میں اور بھی بہت سے نکات ایسے آتے ہیں جن کا موجب عیسائی اور آریہ دشمن تھے اگر ان کے اعتراضات نہ ہوتے تو میں غالباً وہ نکات بیان نہ کر سکتا۔ اور میری توجہ انکی طرف نہ پھرتی۔ میں نے دیکھا ہے کہ آریہ لوگ تو یونہی اعتراض کر دیتے ہیں جنہیں عقلی طور پر بڑی آسانی سے رد کیا جا سکتا ہے لیکن عیسائی مستشرق تاریخ کی بڑی گہری تحقیق کرنے کے بعد اعتراض کرتے ہیں اور لازمی طور پر ان کا جواب دینے میں بھی بڑی تحقیق کرنی پڑتی ہے جس سے بہت کچھ علوم کھل جاتے ہیں لیکن شرط یہی ہے کہ انسان

قرآنِ کریم پر کامل ایمان

رکھتا ہو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر اعتراض پکا ہو گیا تو قرآن کریم کے متعلق شبہ پڑ جائے گا لیکن میرا ایمان یہ ہے کہ جتنا اعتراض پکا ہو اتنا ہی قرآنِ کریم کی عظمت کا ظہور ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر پکے اعتراض کا جواب پہلے سے قرآن کریم میں موجود ہو تو یہ اسکی بڑائی اور عظمت کی دلیل ہو گی محض بیکار باتوں کا جواب تو ہر کوئی دے سکتا ہے۔ کامل انسان کا ثبوت یہی ہوتا ہے کہ وہ کامل اعتراض کو توڑے۔ اگر یورپین مصنف اور مؤرخ بڑی سوچ بچار کے بعد کوئی اعتراض کریں۔ اور اس اعتراض کا جواب قرآن کریم کی انہی آیات میں مل جائے تو صاف پتہ لگ جائے گا کہ یہ کلام کسی عالم الغیب ہستی نے اتارا ہے جسے پتہ تھا کہ انیسویں یا بیسویں صدی میں اس آیت پر عیسائی مصنفین فلاں فلاں اعتراض کریں گے۔ اس لئے اس نے ۱۳۰۰ سال پہلے ان اعتراضات کا جواب دے دیا۔ پس یہ ایمان کے بڑھانے والی بات ہے کیونکہ اس سے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ کتاب کسی انسان کی نازل کردہ نہیں۔ بلکہ

خدا تعالیٰ کی نازل کردہ

ہے۔ اگر یہ کتاب کسی انسان کی بنائی ہوئی ہوتی تو اس میں ہزار دو ہزار سال بعد میں اٹھائے جانے والے اعتراضات کا جواب نہ تھا کیونکہ انسان کے ذہن میں وہی اعتراضات آ سکتے ہیں جو وہ خود نکالے یا اس کے زمانہ کے لوگوں نے کئے ہوں لیکن قرآن کریم میں تو ان اعتراضات کا بھی جواب ہے جو ہزار دو ہزار سال بعد میں آنے والے لوگوں نے کرنے تھے اور ہزار دو ہزار

سال بعد ہونے والے اعتراضات کا علم صرف خدا تعالےٰ کو ہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان اعتراضات کا علم کیسے ہو سکتا تھا پس اگر ان اعتراضات کا جواب جو بیسویں صدی میں ہوئے تھے قرآن کریم میں موجود ہے۔ تو صاف پتہ لگ گیا کہ یہ کتاب خدا تعالےٰ کی بھیجی ہوئی ہے کسی انسان کی تصنیف نہیں۔ غرض

قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے

ضروری ہوتا ہے کہ غیر مسلموں خصوصاً یورپین مصنفوں کی کتابوں کو پڑھا جائے کیونکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے ہندوؤں نے جو اعتراضات اسلام پر یا قرآن کریم پر کئے ہیں۔ وہ زیادہ تر ضد اور تعصب کی وجہ سے کئے ہیں۔ اور ایسے اعتراضات کا جواب آسانی سے دیا جا سکتا ہے۔ ان کے لئے کسی تحقیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن عیسائی لوگ قرآن کریم پر غور کرنے اور بڑی چھان بین کرنے کے بعد اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں کے نزول اور ترتیب کے متعلق عیسائیوں نے وہ وہ باتیں لکھی ہیں، جو بڑے بڑے مسلمان مفسرین نے بھی نہیں لکھیں، وہ لکھتے تو قرآن کریم کو لتاڑنے کے لئے ہیں۔ لیکن بعض اوقات خود ہی پھنس جاتے ہیں۔ مثلاً

سورۃ قصص

میں ہجرت کی پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ اس کے متعلق عیسائی مصنفین بڑا زور مارتے اور تحقیق کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ مکی سورۃ ہے۔ حالانکہ اگر یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ یہ مکی سورۃ ہے تو ساتھ ہی یہ بات بھی ثابت ہو گئی۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سچے ہیں کیونکہ اگر یہ مکی سورۃ ہے۔ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے پتہ لگ گیا تھا کہ میں مکے سے ہجرت کروں گا۔ اور اس کے بعد میں ایک فاتح کی حیثیت سے دوبارہ اس شہر میں داخل ہوں گا۔ اگر باوجود اس کے کہ آپ کو اپنے مستقبل کے متعلق کوئی علم نہیں تھا۔ آپ یہ پیشگوئی فرماتے ہیں۔ اور پھر وہ پوری بھی ہو جاتی ہے۔ تو یہ آپ کی

صداقت کی واضح دلیل

ہے۔ پس عیسائی مستشرق اس سورۃ کو مکی کہہ کر خود پھنس گئے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ثابت کر گئے۔ اگر وہ یہ لکھ دیتے کہ یہ سورۃ مدنی ہے تو کہا جا سکتا تھا کہ مدینہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طاقت حاصل ہو گئی تھی۔ اس لئے اس قسم کی پیشگوئی کرنا کوئی مشکل امر نہیں تھا۔ لیکن انہوں نے اس سورۃ کو مکی قرار دیا۔ اور اس طرح اپنی تحقیق سے خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا اظہار کر دیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے مفسرین لکھتے ہیں۔ کہ اس سورت میں بعض آیات مدنی بھی ہیں۔ لیکن عیسائی مصنفین اسے خالص مکی سورت قرار دیتے ہیں۔ اور اس طرح وہ اپنے ہاتھ خود کاٹتے اور اسلام کی صداقت کا ثبوت مہیا کرتے ہیں۔ پس

غیر مسلموں کے اعتراضات

کو پڑھ کر ایک سچے مومن کا ایمان بڑھتا ہے کیونکہ ان سے پتہ لگتا ہے کہ دشمن نے قرآن کریم پر حملہ کی جو راہیں تلاش کی تھیں خدا تعالیٰ نے ان کو پہلے سے بند کر رکھا ہے اور ہزار دو ہزار سال بعد جو اعتراضات وارد ہونے تھے۔ ان کا جواب پہلے ہی قرآن کریم میں موجود ہے۔

بعض عیسائی مصنف لکھتے ہیں کہ ہمیں سورتوں کے سٹائل سے پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ اس کی فلاں آیت مدنی ہے اور فلاں مکی ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ بات درست ہے کہ تمہیں قرآن کریم کے سٹائل سے ہی پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ اس کی فلاں آیت مکی ہے فلاں مدنی۔ تو یہ

قرآن کریم کا کتنا بڑا کمال ہے

کہ خدا تعالےٰ نے اس سورت کو جس میں ہجرت کی پیشگوئی تھی۔ اس سٹائل میں اتارا۔ جس کی وجہ سے تم نے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ یہ سورت مکی ہے۔ اور اس کی وجہ سے تمہیں اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کرنا پڑا کہ مکی زندگی میں ہجرت اور فتح مکہ کے متعلق جو پیشگوئی قرآن کریم نے کی تھی وہ سچی نکلی۔ ورنہ اگر یہ کسی انسان کی بنائی ہوئی کتاب ہوتی۔ تو اسے اس بات کا کیسے علم ہو سکتا تھا کہ آج سے اتنے سالوں کے بعد ویری (Wherry) نولڈکے اور دیگر مستشرقین نے کسی سورت کے سٹائل کی وجہ سے اسے مکی یا مدنی کہنا ہے۔ اس لئے اس کا سٹائل ایسا رکھو کہ اس سورت کے پڑھتے ہی ہر شخص معلوم کر لے کہ یہ مکی ہے۔ پھر

کیا یہ عجیب بات نہیں

کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کریم کے نازل کرنے والی ہستی کو تو ان اعتراضات کا علم تھا۔ جو بیسویں صدی کے عیسائی مصنفین نے کرنے تھے۔ لیکن ان عیسائیوں کو خود بیسویں صدی میں بھی یہ علم نہیں۔ کہ ہم نے ان آیتوں کی کیا تفسیر کرنی ہے۔ وہ ایک آیت پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن اس آیت کی جب ہم تفسیر کرتے ہیں تو ان کا اعتراض رد ہو جاتا ہے اور اس طرح قرآن کریم کی فضیلت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت دنیا پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ کلام کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں بلکہ

عالم الغیب خدا کا اتارا ہوا ہے

اور اس کثرت سے اس میں علم غیب بھرا ہوا ہے۔ کہ ہر آیت سے کوئی نہ کوئی نیا نکتہ نکل آتا ہے۔ گویا جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ اینٹ اینٹ کے نیچے فلاں چیز موجود ہے۔ اسی طرح تم کوئی آیت اٹھاؤ اس کے نیچے سے ایک معجزہ نکل آتا ہے۔ اور اس طرح قرآن کریم سارے کا سارا معجزوں سے بھرا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں

کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ قرآن کریم میں مومنوں کے متعلق اولٰئک علٰی ھدًی من ربھم حالانکہ یہاں علٰی ھدًی کی بجائے اولٰئک یھدون علی الھدٰی ہونا چاہیئے تھا یعنی ان کو ہدایت کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ علٰی کا استعمال یہاں حکمت کے ماتحت کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا علٰی ھدًی کے یہ معنے ہیں کہ مومن اس طرح ہدایت پر سوار ہوتا ہے۔ جیسے کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہو۔ گویا جس طرح گھوڑا سوار کے تابع ہوتا ہے۔ اسی طرح ہدایت مومن کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ اور وہ اس پر سوار ہو کر منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہے۔ گویا معترض نے جس آیت پر اعتراض کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی سے اس کے اعتراض کا رد کر دیا۔ اور

قرآن کریم کی برتری

اور اس کی فضیلت کو ثابت کر دیا۔

پس قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ انسان اس کے پڑھنے سے پہلے اس بات پر ایمان لائے کہ یہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل کردہ کلام ہے۔ اس کے بعد وہ دشمن کے اعتراضات کو پڑھے اور یقین کرے کہ ہر اعتراض کا جواب قرآن کریم میں موجود ہے۔ وہ کسی اعتراض کو بلا وجہ رد نہ کرے۔ بلکہ انصاف سے اس پر غور کرے اور دیکھے کہ اعتراض کرنے والے نے کس بناء پر اعتراض کیا ہے اور اس کی دلیل کیا دی ہے۔ پھر اس یقین کے ساتھ کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔ اور اس میں

ہر معقول اعتراض کا جواب

موجود ہے اور وہ قرآن کریم پر غور کرے۔ اسے یقیناً اس اعتراض کا جواب مل جائے گا۔ اور ایسا جواب ملے گا کہ اس کا کوئی انکار نہ کر سکے گا۔ مجھے یاد ہے جب تفسیر کبیر کی پہلی جلد جو سورۃ یونس سے کہف تک کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ لکھی جا رہی تھی تو سورہ کہف کی آیت

لا تقولن لشایء انی
فاعل ذالک غداً (ع)

کے متعلق مجھے گھبراہٹ پیدا ہوئی کہ اس کا پہلی آیت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ میں نے یہ تفسیر ۱۹۳۷ء کے درس کے نوٹوں سے تیار کی تھی۔ اور زیادہ عرصہ گزرنے کی وجہ سے میں یہ بھول چکا تھا کہ

اس آیت کا پہلی آیت کے ساتھ کیا تعلق

ہے۔ ایک دن میں عشا کے بعد تہجد کی نماز تک اس کے متعلق سوچتا رہا۔ لیکن میں کسی نتیجہ پر نہ پہونچ سکا۔ آخر میں نے کہا اس وقت میں اسے چھوڑتا ہوں۔ جب تفسیر لکھتے لکھتے یہ مقام آئے گا۔ تو اسے اللہ تعالےٰ خود ہی حل فرما دے گا۔ چنانچہ تفسیر لکھتے وقت جب میں اس آیت پر پہنچا۔ تو

فوراً یہ آیت حل ہو گئی

اور پتہ لگ گیا کہ اس آیت کا پہلی آیات کے مضمون کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ چنانچہ میں نے اس آیت کی وہاں تفسیر لکھ دی۔ اسی طرح چند دن ہوئے میں تفسیری نوٹ لکھوا رہا تھا کہ میری بیوی مجھ سے کہنے لگیں کہ میں ایک بات کہوں میں نے کہا کہو۔ کہنے لگیں کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ آپ نوٹ لکھوا رہے ہوتے ہیں۔ تو میرے دل میں خیال آتا ہے کہ اس آیت پر تو فلاں اعتراض پڑتا ہے۔ لیکن تیسری یا چوتھی آیت کے بعد آپ خود ہی اس اعتراض کا جواب لکھوا دیتے ہیں۔

مجھے حیرت آتی ہے

کہ میں نے تو وہ اعتراض آپ کو بتایا نہیں ہوتا۔ پھر آپ کو اس کا پتہ کیسے لگ گیا۔ میں نے کہا مجھے تو اس اعتراض کا پتہ نہیں ہوتا۔ لیکن خدا تعالےٰ کو تو اس کا علم ہوتا ہے اس لئے جب میں اس مقام پر پہنچتا ہوں۔ تو وہ اس کا جواب میرے ذہن میں ڈال دیتا ہے۔ تا کہ جس شخص کے دل میں بھی ایسا اعتراض پیدا ہو۔ تو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکے

پس اگر کسی انسان کو

قرآن کریم کی سچائی

پر پورا یقین ہو تو اسے کوئی اعتراض ایسا نہیں ملے گا۔ جس کا جواب قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔ احادیث میں جو قرآن کریم کے متعلق آتا ہے۔۔

یصدق بعضہ بعضاً۔

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ کوئی اعتراض قرآن کریم پر پیدا ہو۔ خدا تعالیٰ اس کا جواب دیں آگے پیچھے بیان کر دیتا ہے

پس قرآن کریم کو سمجھنے کا

طریق یہی ہے

کہ پہلے قرآن کریم کے دشمنوں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھی جائیں۔ لیکن انہیں ایمان کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ بے ایمانی کے ساتھ نہیں۔ تاکہ تم ان کا شکار نہ ہو جاؤ اور پھر انہیں اس یقین کے ساتھ پڑھو کہ جو کچھ دشمنان اسلام نے لکھا ہے اس کا جواب قرآن مجید میں موجود ہے۔ جب تم اس طریق بیان کتابوں کو اور پھر ان کے بعد قرآن کریم کو پڑھو گے تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان لوگوں نے قدم قدم پر جھوٹ بولا ہے۔ اور قرآن کے اندر ہدایت ہی ہدایت ہے۔ اس طرح مومن کو اپنی منزلِ مقصود پر پہنچنے کے لئے کسی اور سواری کی ضرورت نہیں رہتی۔ ہدایت ہی اس کا گھوڑا بن جاتی ہے اور وہ اس پر سوار ہو کر اپنے رب کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اور سیدھی بات ہے کہ جب ہدایت کسی کی سواری بن جائے تو اُسے کسی اور سے راہ نمائی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ مثلاً گھر کا مالک کسی کو خود ہی اپنے گھر لے جائے تو اسے اس گھر کا رستہ کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر وہ کسی اور سے رستہ دریافت کرے تو گھر کا مالک ہنس پڑے گا اور کہے گا کہ میں تو خود تمہیں اپنے گھر لے جا رہا ہوں تمہیں کسی اور سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ پس

علیٰ ھدًی کے یہی معنے ہیں

کہ مومن ہدایت پر سوار ہو جاتا ہے اور ہدایت کو علم ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف ہی اس نے جانا ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ کوئی دھوبی تھا۔ اس کی بیوی بڑی تیز مزاج تھی۔ وہ روزانہ اس سے لڑائی کیا کرتی تھی۔ ایک دن وہ تنگ آ کر کہنے لگا۔ کہ میں آئندہ اس گھر میں کبھی نہیں آؤں گا۔ اگر میں گھر واپس آیا تو مجھے ایسا ایسا سمجھنا۔ اس کے بیٹوں کا خیال تھا کہ ان کی ماں کا قصور نہیں۔ بلکہ خود ان کا باپ جھگڑالو ہے۔ وہ پہلے بھی کئی دفعہ روٹھا تھا۔ اور لڑکے ہمیشہ اُسے منالاتے تھے۔ اس دفعہ بھی وہ روٹھ کر چلا گیا۔ شام کو بیٹے گھر آئے تو انہوں نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ باپ کہاں ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ تو روٹھ کر چلا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ماں تم چپ کر کے بیٹھی رہو۔ باپ کو منا کر لانے کی ضرورت نہیں۔ وہ اپنی ہی بھوک سے بیتاب ہو کر گھر آئے گا۔ چنانچہ شام ہوئی تو دھوبی کو بھوک لگی۔ وہ سارا دن اس انتظار میں رہا تھا کہ اس کے بیٹے آئیں گے اور اسے منا کر لے جائیں گے۔ لیکن وہ نہ آئے۔ اب بیٹے تو کسی کی بات مانتے نہیں۔ اُسے بھوک لگی تو اسے گھر واپس جانے کی

ایک تجویز سوجھی

دھوبی کے جانور کا قاعدہ ہے کہ وہ چونکہ روزانہ کپڑے لے کر گھاٹ پر جاتا ہے اور شام کو گھر واپس آتا ہے اسلئے اگر اُسے کھلا چھوڑ دیا جائے تو وہ سیدھا گھر میں آ جاتا ہے۔ اِدھر اُدھر نہیں جاتا۔ چنانچہ اُس نے اپنے بیل کو کھلا چھوڑ دیا اور اُس کی دم پکڑ لی اور اس کے ساتھ ساتھ گھر کی طرف چل پڑا۔ جب وہ گھر میں گھسنے لگا تو اُسے شرم محسوس ہوئی کہ میں نے تو کہا تھا کہ میں اس گھر میں کبھی نہیں آؤں گا۔ اور اب آپ ہی گھر آ گیا ہوں۔ اسلئے اس نے بیل سے کہنا شروع کر دیا کہ جانے بھی دو تم تو مجھے خود ہی گھسیٹ کر گھر لے آئے ہو ورنہ میں نے تو نہیں آنا تھا۔ اس طرح وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا جس طرح وہ بیل خود ہی گھر آ گیا تھا۔ اسی طرح ہدایت بھی جانتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا گھر کونسا ہے اور وہ سیدھی اس گھر میں پہنچ جاتی ہے۔ پس علیٰ ھدًی کے معنے یہی ہیں کہ ایک دفعہ مومن ہدایت پر سوار ہو جائے تو پھر وہ کبھی دھوکہ نہیں کھا سکتا اسے یہ خوف نہیں ہو گا کہ وہ کسی اور کے گھر نہ چلا جائے۔ بلکہ ہدایت خود بخود خدا تعالیٰ کے گھر میں پہنچ جائے گی۔ کیونکہ اسے علم ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے گھر سے آئی ہے اور اسی کے گھر اس نے جانا ہے۔

پس اگر تم قرآن کریم کو

اس یقین سے پڑھو گے

کہ اس میں ہر اعتراض کا جواب موجود ہے تو اس کے مطالب تم پر اس طرح کھلیں گے کہ تمہیں حیرت آئے گی کہ بغیر کسی سے پوچھے ہدایت تمہیں آپ ہی آپ خدا تعالیٰ کے گھر لے جا رہی ہے۔ وہ نہ اِدھر مُنہ موڑے گی اور نہ اُدھر مُنہ موڑے گی۔ بلکہ سیدھی خدا تعالیٰ کے گھر لے جائے گی۔ اور جب انسان خدا تعالیٰ کے گھر پہنچ جاتا ہے تو وہ ساری بدیوں اور ساری گمراہیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے ؎

تاریخ امتحان کارکنان صدر انجمن احمدیہ میں تبدیلی

امتحان دینی نصاب برائے کارکنان صدر انجمن احمدیہ کے لئے نظارت ہٰذا نے اعلان کیا تھا۔ کہ ۲۵ مارچ بروز جمعرات ہوگا۔ اب بعض وجوہ سے تاریخ میں تبدیلی کی جاتی ہے۔ اور کارکنان کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امتحان ۲۲ اپریل ۶۵ء بروز جمعرات ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک ہوگا۔ تمام ادارے نوٹ فرمالیں۔ اور کسی زیرِ امتحان کارکن کو اس دن رخصت نہ دی جائے۔ گذشتہ سال ایک بڑی تعداد امتحان سے غیر حاضر ہو گئی تھی۔ امسال یہ غلطی نہ کی جائے۔ اور مقصد کو فوت نہ کیا جائے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور صدر انجمن کا منشاء ہے۔ کہ ہمارے کارکنان کو اسلامی معلومات سے آراستہ ہونا چاہیئے۔

نصاب حسب ذیل ہے۔

(۱) پارہ دوم سیقول السفہاء سے آلِ عمران تک۔

(۲) پانچ بنائے اسلام مع مختصر تشریح۔

(۳) اسلامی اصول کی فلاسفی۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

جامعہ نصرت ربوہ کا آل پاکستان انٹر کالجیئٹ مباحثہ

حسب سابق اس سال بھی جامعہ نصرت ربوہ کا بین الجامعی مباحثہ ۲۷ اور ۲۸ فروری کو انعقاد پذیر ہوا۔ جن کالجوں نے اس مباحثہ میں شرکت کی ان کے نام یہ ہیں۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین لائل پور۔ گورنمنٹ کالج لاہور۔ گورنمنٹ کالج سرگودھا۔ گورنمنٹ کالج باغبانپورہ۔ مرے کالج سیالکوٹ۔ گورنمنٹ کالج جھنگ۔ ہوم اینڈ سوشل سائنس کالج پشاور۔ یونیورسٹی اورنٹیل کالج لاہور۔ اسلامیہ کالج لاہور۔ گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج جوہر آباد۔ گورنمنٹ کالج منٹگمری۔ گورنمنٹ کالج ملتان اور گورنمنٹ کالج شیخوپورہ۔

۲۷ فروری کو ½ ۲ بجے بعد دوپہر انگریزی کے مباحثہ کا آغاز ہوا۔ مسز ایرکس مس ہارسٹن اور مس کوپ ٹن نے منصفین کے فرائض سرانجام دیئے۔ اوّل الذکر دونوں امریکن خواتین زرعی کالج لائل پور سے تشریف لائیں۔ منصفین کے فیصلہ کے مطابق نجمہ رزاق گورنمنٹ کالج باغبانپورہ اوّل۔ اسماء گورنمنٹ کالج لائل پور دوم۔ اور شاہینہ گورنمنٹ کالج لائل پور سوم۔ قرار دی گئیں۔ انعام حوصلہ افزائی صادقہ قمر پنجاب یونیورسٹی لاہور کو دیا گیا۔ مجموعی طور پر چونکہ باغبانپورہ کی ٹیم کے نمبر زیادہ تھے اسلئے ٹرافی کا حقدار باغبانپورہ کالج قرار پایا۔

۲۸ فروری کو اُردو کا مباحثہ ہوا۔ یہ مباحثہ بھی خاصا دلچسپ اور کامیاب رہا۔ اس مباحثہ میں منصفین کے فرائض محترمہ امۃ القدیر صاحبہ ہیڈ مسٹریس جونیئر ماڈل سکول ربوہ۔ امۃ القدوس صاحبہ لیکچرر جامعہ نصرت اور امۃ الرشید شوکت صاحبہ مدیرہ مصباح نے انجام دیئے۔ فیصلے کے مطابق صفیہ انجم اورنٹیل کالج لاہور۔ بشریٰ شفیع گورنمنٹ کالج منٹگمری اور حمیدہ رضوی مرے کالج سیالکوٹ اوّل، دوم اور سوم انعام کی مستحق قرار پائیں۔ بحیثیت مجموعی نمبروں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اورنٹیل کالج لاہور ٹرافی کا مستحق ٹھہرا۔ مباحثہ کے اختتام پر محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔ (پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ)

تقریب رخصتانہ

ربوہ ۸ مارچ۔ کل بعد دوپہر یہاں پر بشریٰ صدیقہ صاحبہ بی۔ اے بنت مکرم حافظ بشیر الدین صاحب عبیداللہ سابق مبلغ ماریشس و مشرقی افریقہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ ان کا نکاح مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب بی ایس سی ابن چوہدری محمد طفیل صاحب پیپلز کالونی لائلپور کے ہمراہ طے پایا تھا۔

بارات لائل پور سے بارہ بجے کے قریب ربوہ پہنچی۔ تقریب رخصتانہ کا آغاز محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس کی صدارت میں تلاوتِ کلام پاک سے ہوا جو حافظ محمد رمضان صاحب نے کی۔ بعد ازاں مبارک احمد صاحب عابد نے مکرم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب طالب مرحوم کی تحریر کردہ ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ اسکے بعد محترم مولانا شمس صاحب نے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی۔ اس تقریب میں بعض ناظران صدر انجمن احمدیہ و وکلاء تحریک جدید اور بزرگان سلسلہ کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ ۴۵

۴۴ - احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بابرکت کرے اور ثمرات حسنہ سے نوازے۔ آمین

تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں ایک اہم جماعتی تقریب

مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۶۵ء کو تعلیم الاسلام کالج کی نو تعمیر شدہ عمارت میں ایک نہایت اہم تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع لاہور نے بھی علاوہ دیگر احباب کے شرکت فرمائی۔ یہ تقریب اس غرض کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ کہ کالج کی وہ عمارت جس کا سنگِ بنیاد محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ نے گذشتہ سال نصب فرمایا تھا اُس کی تکمیل کے مراحل پر اجتماعی دُعا کی جائے۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جو جناب پروفیسر محمد عثمان صاحب نے کی۔ اسکے بعد جناب عبدالسلام صاحب اختر ایم۔ اے پرنسپل کالج نے کالج کی ابتداء سے لے کر اب تک کے مراحل پر تفصیلی روشنی ڈالی اور دُعا کی تحریک فرمائی۔ جناب پرنسپل صاحب کی تقریر کے بعد جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے نہایت قیمتی نصائح اور مشوروں پر مشتمل ایک جامع تقریر فرمائی۔ اور اس میں احباب جماعت کو ضبطِ نفس، ایثار اور مستقل مزاجی کی خصوصیات پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

جلسہ میں تمام علاقے کے امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان کے علاوہ بابو قاسم دین صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ اور دیگر احمدی اور غیر احمدی معزز مہمان بھی مدعو تھے۔ اس تقریب کے اختتام پر اجتماعی دعا کی گئی۔ کہ اللہ تعالےٰ کالج کو بہبودی اور کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔

(اقبال احمد۔ صدر یونین تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ)

اعلانِ نکاح

میری عزیزہ بچی نسیم اختر سلمہا اللہ تعالےٰ کا نکاح عزیزم پیر مسعود احمد صاحب کے ساتھ بعوض پانچ ہزار روپیہ مہر پر جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مسجد مبارک میں بعد نماز ظہر مورخہ ۷ مارچ ۶۵ء کو پڑھا۔ عزیزم پیر مسعود احمد صاحب بحرین میں ہیں ان کی طرف سے وکیل عزیزم پیر نصیر احمد صاحب تھے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ یہ رشتہ جانبین کے لئے بہترین نتائج کا حامل ہو اور اللہ پاک ہم سب کو فلاح دارین سے نوازے۔ آمین

(بیگم کیپٹن محمد اسلم۔ ربوہ)

ضروری اعلان برائے نمائندگان مجلس مشاورت

نظارت امور عامہ نے سیکرٹری امور عامہ کے فرائض شائع کئے ہیں۔ جملہ نمائندگان مجلس مشاورت سے درخواست ہے کہ جب وہ مشاورت پر تشریف لائیں تو نظارت ہذا سے محولہ بالا فرائض کی ایک ایک کاپی لیتے جائیں تاکہ مقامی جماعتوں کے سیکرٹری امور عامہ ان ہدایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے فرائض ادا کر سکیں۔

(ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

وعدہ جات چندہ وقفِ جدید بابت سال ۱۹۶۵ء

جن احباب اور جماعتوں نے وقفِ جدید کے وعدے ارسال فرمائے ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو دینی و دنیاوی ترقیات۔ خلوص میں اضافہ اور رزق میں کشائش عطا کرے اور دنیاوی برکتوں سے اُن کے گھر بھر دے آمین۔

یکصد روپیہ یا اس سے زیادہ کے وعدے درج ہیں۔ اس سے کم کے وعدے افسوس ہے کہ بوجہ عدم گنجائش اخبار میں شائع نہیں ہو سکتے۔

(ناظم مال وقفِ جدید)

جماعت	رقم	جماعت	رقم
۱۔ جماعت لائل پور شہر	۳۸۶۲-۵۶ روپے	۲۰۔ حلقہ باغبانپورہ - لاہور	۱۵۷-۳۷ روپے
۲۔ قیام پور درکاں	۱۷۱-۵۰ ″	۲۱ ″ سول لائنز ″	۱۲۶۳-۴۷ ″
۳۔ چہور ۱۱۷۔ شیخوپورہ	۲۱۰-۰۰ ″	۲۲ ″ بھاٹی گیٹ ″	۵۹۹-۰۰ ″
۴۔ بھاکا بھٹیاں۔ گوجرانوالہ	۱۱۳-۶۲ ″	۲۳ ″ پرانی انارکلی ″	۴۱۰-۵۰ ″
۵۔ جماعت واہ۔ راولپنڈی	۴۱۹-۰۰ ″	۲۴ ″ راج گڑھ ″	۳۳۴-۸۹ ″
۶۔ کیمل پور شہر	۱۷۵-۵۰ ″	۲۵ ″ سلطان پورہ ″	۳۵۴-۷۵ ″
۷۔ لیہ۔ مظفر گڑھ	۱۴۳-۷۱ ″	۲۶ ″ مزنگ ″	۴۹۰-۵۰ ″
۸۔ ۲۷۰-۸ کا چھلو۔ تھرپارکر	۱۸۷-۷۵ ″	۲۷ ″ نیلا گنبد ″	۳۷۹-۶۰ ″
۹۔ مالوکے بھگت۔ سیالکوٹ	۱۱۹-۷۱ ″	۲۸۔ کریم نگر فارم۔ تھرپارکر	۳۲۹-۰۰ ″
۱۰۔ جیکب آباد	۳۶۲-۰۰ ″	۲۹۔ بشیر آباد۔ حیدرآباد	۴۹۴-۹۹ ″
۱۱۔ انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور	۱۳۷-۷۵ ″	۳۰۔ قبولہ۔ ضلع منٹگمری	۱۵۹-۰۰ ″
۱۲۔ کوٹ احمدیاں۔ حیدرآباد	۲۷۷-۰۴ ″	۳۱۔ ۳۹ ڈی بی۔ سرگودھا	۱۶۵-۶۲ ″
۱۳۔ جھنگ صدر	۷۲۹-۱۰ ″	۳۲۔ ظفروال۔ سیالکوٹ	۱۰۴-۰۰ ″
۱۴۔ ۲۱۹ گ ب، لائل پور	۱۰۰-۴۸ ″	۳۳۔ ۳۹۰۔ ملتان	۱۰۲-۲۵ ″
۱۵۔ جماعت نیروبی۔ مشرقی افریقہ	۱۲۸-۰۰ ″	۳۴۔ کڑیانوالا۔ گجرات	۱۵۳-۲۵ ″
۱۶۔ ۹۸ شمالی۔ سرگودھا	۱۲۰-۹۲ ″	۳۵۔ بجہ بھٹی۔ سیالکوٹ	۱۴۲-۹۸ ″
۱۷۔ جہلم شہر	۱۷۹-۲۵ ″	۳۶۔ ۱۶۶ مراد۔ بہاولنگر	۳۰۵-۳۴ ″
۱۸۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ	۱۶۴-۰۰ ″	۳۷۔ میجر اعجاز ربانی صاحب۔ گجرات	۱۰۰-۰۰ ″
۱۹۔ احمد پور سیالی	۱۳۴-۰۰ ″		

درخواستہائے دُعا

- میرے ایک غیر از جماعت دوست لیفٹیننٹ کرنل عبدالرؤف خاں صاحب مورخہ ۲۷/۲/۶۵ بروز ہفتہ راولپنڈی سے سیالکوٹ واپس آرہے تھے کہ اچانک ان کی جیپ الٹ گئی اور اُن کو کافی چوٹیں آئی ہیں۔ وہ جہلم میں سی۔ایم۔ایچ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

(خاکسار۔ میجر محمد عبداللہ صاحب۔ ۳۸ آفیسرز کالونی ہربنس روڈ لاہور چھاؤنی)

- مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب ایک عرصہ سے عارضہ دل سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ نیز ان کی اہلیہ صاحبہ دمہ کی وجہ سے شدید بیمار ہیں۔ اور آجکل نشتر میڈیکل ہاسپیٹل ملتان میں زیر علاج ہیں۔

(رشید احمد قریشی لیور برادرز۔ رحیم یار خاں)

- محترم شیخ فضل الرحمٰن صاحب پراچہ لاہور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

(محمد علی ظفر یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا)

- میری ہمشیرہ صاحبہ لاہور میں بعارضہ بخار بیس بائیس روز سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ کمزوری بہت ہو گئی ہے۔

(سعادت احمد خاں۔ وکالت دیوان۔ تحریک جدید)

- ہماری جماعت کے ایک مخلص چوہدری عطا محمد صاحب چیمہ چند یوم سے بعارضہ لقوہ بیمار ہیں۔

(شیخ عبدالرشید خواجہ آف دھدرانجھا۔ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ)

- عبدالعزیز سیٹھی صاحب کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔

(نیاز قطب احمد بٹ۔ ہشتنگری پشاور شہر)

- خاکسار کی والدہ بعارضہ قلب ایک سال سے بیمار ہیں۔ (خاکسار زبیر احمد)

- میری تایا زاد بہن نعیمہ حنیف جگر کی تکلیف کی وجہ سے کئی دنوں سے بیمار ہیں اب تکلیف کچھ زیادہ ہو گئی ہے۔ آجکل میانوالی سول ہسپتال میں داخل ہیں۔ (سلمیٰ شاہین بنت شیخ مبارک احمد سیکشن آفیسر ریلوے لاہور)

احباب ان سب کے لئے دعا فرماویں۔

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق منیجر الفضل سے خط و کتابت کریں۔ (مینیجر)

اعلان نکاح

برادرم عبدالسمیع کوثر۔ الیس اے سی۔ پاکستان ایئرفورس خلف الرشید خان محمد ظہور خان صاحب پٹیالوی کا نکاح بہمراہ شفقت سلطانہ بنت محترم ملک جلال الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بدین۔ بعوض مبلغ اڑھائی ہزار روپیہ حق مہر ۶۵/۲/۱۷ کو مکرم جناب غلام رسول صاحب شاکر انسپکٹر بیت المال نے بمقام بدین پڑھا۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ درویشان قادیان و احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں التماس ہے کہ بارگاہ ایزدی سے دعا کریں کہ مولا کریم اس رشتہ کو فریقین کے لئے موجب خیر و برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

(عبدالشکور اسلم۔ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ مارٹن روڈ۔ کراچی۔)

کابل یونیورسٹی کے لئے وظائف

حکومت افغانستان کے تین وظائف چار سالہ بیچلرس ڈگری کورس کے لئے فیس نادارد۔ طبی امداد و خوراک مفت۔ ماہوار الاؤنس یک ہزار افغانی نیز کرایہ آمد و رفت۔ شرائط میٹرک سیکنڈ ڈویژن فارسی یا پشتو میں عمر ۱۸ سے کم۔ درخواستیں (دو نقول) بمعہ مصدقہ نقول سندات و مارکس شیٹس اور نقول پاسپورٹ سائز فوٹو ۶۵/۳/۱۵ تک بنام محفوظ الرحمان صاحب اسسٹنٹ ایجوکیشنل ایڈوائزر (جنرل) منسٹری آف ایجوکیشن اسلام آباد۔ فارم ڈاک پی ڈی لفافہ بھیج کر طلب ہو۔

(ناظر تعلیم ربوہ)

جامعہ احمدیہ ہماری علمی جد و جہد کا نقطۂ مرکزی ہے

اس کی کامیابی پر ہی اس امر کا فیصلہ ٹھہرا ہے کہ آئندہ اسلام کی تبلیغ جاری رکھی جاسکے گی یا نہیں

آج سے ۴۳ سال قبل جامعہ احمدیہ کی اہمیت کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ایک بصیرت افروز پیغام

(۲)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج سے ۴۳ سال قبل احباب جماعت کے نام ایک بصیرت افروز پیغام میں انہیں مدرسہ احمدیہ (حال جامعہ احمدیہ ربوہ) کو ترقی دینے اور اس میں اعلیٰ صلاحیتوں کے طلبہ داخل کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس پیغام کا ابتدائی حصہ ۹ مارچ ۶۵ء کے الفضل میں شائع کیا گیا تھا بقیہ حصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے (ادارہ)

"ان تغیرات کے بعد اور ایک مقصد عظیم کو اس مدرسہ کے نصب العین کر دینے کے بعد اس کی اندرونی اصلاح کے ساتھ میں چاہتا ہوں کہ اس کی بیرونی حالت کی درستی کی طرف توجہ کی جائے اور یہ کام بغیر جماعت کی توجہ کے نہیں ہو سکتا۔ مدرسہ کے منتظمین اور اساتذہ خواہ کس قدر بھی توجہ کریں لیکن آگے طالب علم کافی تعداد میں نہ ہوں یا اس قابلیت کے نہ ہوں جو اس امانت کے حامل ہو سکیں تو ان کی کوششیں اور ہماری سعی حسب دلخواہ بار آور نہیں ہو سکتی۔ پس میں اس تحریک کے ذریعہ تمام جماعت احمدیہ کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس غفلت کو بھی اسی طرح دور کر دے۔ جس قدر کہ دوسری غفلتوں کو دُور کرنے میں وہ کامیاب ہو چکی ہے۔ مدرسہ احمدیہ تمہاری علمی جد و جہد کا نقطۂ مرکزی ہے اور اس کی کامیابی پر اس امر کا فیصلہ ٹھہرا ہے کہ آئندہ سلسلہ کی تبلیغ جاری رکھی جاسکے گی یا نہیں؟

آپ لوگوں میں سے بہت سے یہ خیال کرتے ہیں کہ انگریزی تعلیم کے ساتھ سلسلے کی کتب پڑھنے سے ہم اس غرض کو پورا کر سکتے ہیں جو اس سلسلے کے نظام علمی کے درست رکھنے کے لئے ضروری ہے لیکن اس سے بڑھ کر اور کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔ بے شک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا اکثر حصہ اردو میں ہے۔ لیکن کیا جس زبان کو انسان سمجھ سکتا ہو۔ اس میں لکھی ہوئی کتاب کو بھی ضرور سمجھ سکتا ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو سب سے زیادہ قرآن کریم کے سمجھنے کے اہل عرب ہوتے بے شک بغیر کسی زبان کے سمجھنے کے اس میں لکھی ہوئی کتاب کو انسان نہیں سمجھ سکتا لیکن کتاب کے سمجھنے کے لئے صرف یہی ضروری نہیں اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ استاد کے ذریعہ سے اس کی رموز اور اس کی باریکیوں کو حاصل کرے، پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت صاحب نے قرآن کریم اور احادیث کے علوم کے متعلق اصول بیان کئے ہیں ان کی مکمل تفسیر نہیں لکھی۔ اور جب تک کوئی شخص ان اصولوں کے ماتحت قرآن کریم اور احادیث کی کتب نہ پڑھے وہ ان اصولوں سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتا اور اس کے لئے علاوہ استاد کی مدد کے عربی زبان کے وسیع علم کی ضرورت ہے۔ یہی حال علم تصوف علم فقہ اور علم اخلاق کا ہے۔ پس بغیر عربی زبان کے وسیع علم کے اور بغیر ان علوم کی کتب کے بالاستیعاب مطالعہ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے اصول کی روشنی میں ہو۔ یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی پس جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ عربی زبان کی شُدبُد حاصل کر کے اور اپنے طور پر تھوڑا سا مطالعہ کر کے خدمت دین حقیقی معنوں میں کر سکتے ہیں وہ ایسے ہی دھوکہ خوردہ ہیں جیسا کہ وہ شخص جو ایک ہلدی کی گٹھی لے کر پنساری بن بیٹھا تھا۔ یہ ممکن ہے کہ بعض مسائل کو یاد کر کے کوئی شخص عوام میں سے بعض کو ان مسائل میں واقف کر سکے لیکن علوم دینیہ کا ماہر نہیں ہو سکتا اور نہ ان کا محافظ کہلا سکتا ہے یہ ایک باقاعدہ اور لمبی جد و جہد سے ممکن ہے اس کے حصول کا کوئی اور ذریعہ نہیں۔

پس ہماری جماعت کے دولتمندوں اور درمیانی درجہ کے آدمیوں کو اس مدرسہ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے تاکہ اس کے ذریعہ سے ہمیں ایسے واعظ جو علوم دینیہ کی حفاظت کر سکیں اور ایسے مبلغ جو بیرونی دنیا کو تمام مسائل مختلفہ میں تشفی بخش جواب دے سکیں حاصل ہو سکیں، اور تا علوم کی وہ نہر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جاری کی ہے۔ منڈیروں کے نقص کی وجہ سے ہماری غفلت کے سبب ادھر ادھر بہہ کر ضائع نہ ہو جائے اور ہماری آئندہ نسلیں بجائے دعا کرنے کے ہم سے نفرت کا اظہار کریں۔ اور تا خدا تعالیٰ کی ناشکری کے جرم کے مرتکب ہو کر اس کی ناراضگی کے ہم مستحق نہ بنیں۔ اللھم اجعلنا من الشکرین ولا تجعلنا من الکفرین واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔ آمین۔

خاکسار مرزا محمود احمد۔ قادیان

(الفضل ۴ مارچ ۱۹۲۲ء)

دستور اساسی انصار اللہ کے قاعدہ نمبر ۲۰۰ شق (ب) کی تشریح

مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کی درخواست پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دستور اساسی مجلس انصار اللہ کے قاعدہ نمبر ۲۰۰ کی شق ب کے آگے بطور تشریح مندرجہ ذیل الفاظ درج کرنے کی منظوری عطا فرمائی ہے:۔

"۱۔ یعنی کوئی ایسا رکن انصار اللہ جو صدر انجمن احمدیہ یا تحریک جدید یا وقف جدید یا انصار اللہ کے لازمی چندوں کا بقایا دار ہو یا طوعی چندوں کی صورت میں وعدہ کرنے کے بعد بقایا دار ہو مجلس کے انتخابات میں نہ رائے دے سکتا ہے اور نہ ہی عہدیدار ہو سکتا ہے۔

اور بقایا دار کی تشریح وہی سمجھی جائے گی جو ان ادارہ جات کی منظور شدہ ہو گی۔

۲۔ انصار اللہ کے چندوں کے لحاظ سے بقایا دار وہ ہو گا جس کے ذمہ ایک سال سے زائد عرصہ کا مجلس کے چندوں کا بقایا ہو"

مجالس انصار اللہ دستور اساسی میں یہ تشریح درج فرمالیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

امراء کرام و صدر صاحبان سے ضروری گزارش

ابھی تک بعض مجالس انصار اللہ میں زعیم انصار اللہ کا انتخاب نہیں ہوا حالانکہ پہلے عہدیداران کی میعاد گزشتہ دسمبر میں ختم ہو چکی ہے زعماء کے انتخابات مکمل نہ ہونے کی وجہ سے ناظمین اضلاع کے انتخابات رکے ہوئے ہیں اس اعلان کے ذریعہ امراء کرام و صدر صاحبان سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ اگر انھوں نے ابھی تک اپنے ہاں کی مجلس میں انتخاب نہیں کروایا ہو تو ازراہ کرم فوری طور پر زعیم کا انتخاب کروا کے صدر محترم کی منظوری کے لئے اپنی سفارش کے ساتھ مرکز میں جلد بھجوادیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

شنگھائی میں صدر ایوب کا تاریخی استقبال

صدر کو خوش آمدید کہنے کے لئے لاکھوں افراد کا ہجوم۔

شنگھائی ۹ مارچ۔ صدر ایوب خان کل صبح جب چانگ ہو سے شنگھائی پہنچے تو ان کا تاریخی استقبال کیا گیا۔ لاکھوں چینی باشندے جو رنگا رنگ روائتی لباس میں ملبوس تھے، صدر کا استقبال کرنے کے لئے سڑکوں پر نکل آئے وزیر اعظم چین مسٹر چو این لائی اور وزیر خارجہ مسٹر چن ژی صدر کے ہمراہ شنگھائی پہنچے۔ صدر ایوب جب طیارے سے باہر آئے تو چین کے نائب صدر سوگ چنگ لنگ نے ان کا استقبال کیا۔ اس وقت ہوائی اڈے پر عوام کا جم غفیر جمع تھا جنہوں نے صدر کو دیکھ کر زور زور سے تالیاں بجائیں ہوائی اڈے کی عمارت کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا جا بجا بڑے بڑے کتبے آویزاں تھے جن پر "پاک چین دوستی زندہ باد" کے نعرے لکھے ہوئے تھے۔ ہوائی اڈے کی تقریبات کے بعد صدر ایک کھلی کار میں سرکاری مہمان خانے روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ وزیر اعظم مسٹر چو این لائی اور وزیر خارجہ مسٹر چن ژی بھی تھے۔ راستے میں سڑک کے دونوں طرف لاکھوں افراد جن میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے ان کا استقبال کرنے کے لئے موجود تھے۔

پاکستان پریس ایسوسی ایشن کے نمائندے کا کہنا ہے کہ اگر پیکنگ میں صدر ایوب کے استقبال کو بہترین قرار دیا جائے تو شنگھائی کے استقبال کو بیان کرنے کے لئے الفاظ باقی نہیں رہ جاتے۔ شنگھائی میں صدر کا جس والہانہ انداز میں استقبال کیا گیا۔ الفاظ میں اس کی تصویر نہیں کھینچی جاسکتی۔ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ شنگھائی کا استقبال پیکنگ سے بھی زیادہ شاندار تھا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴